www.novelsclubb.com
خواب میں بسی حقیقت
ناولز کلب
از قلم عزیر سیال
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

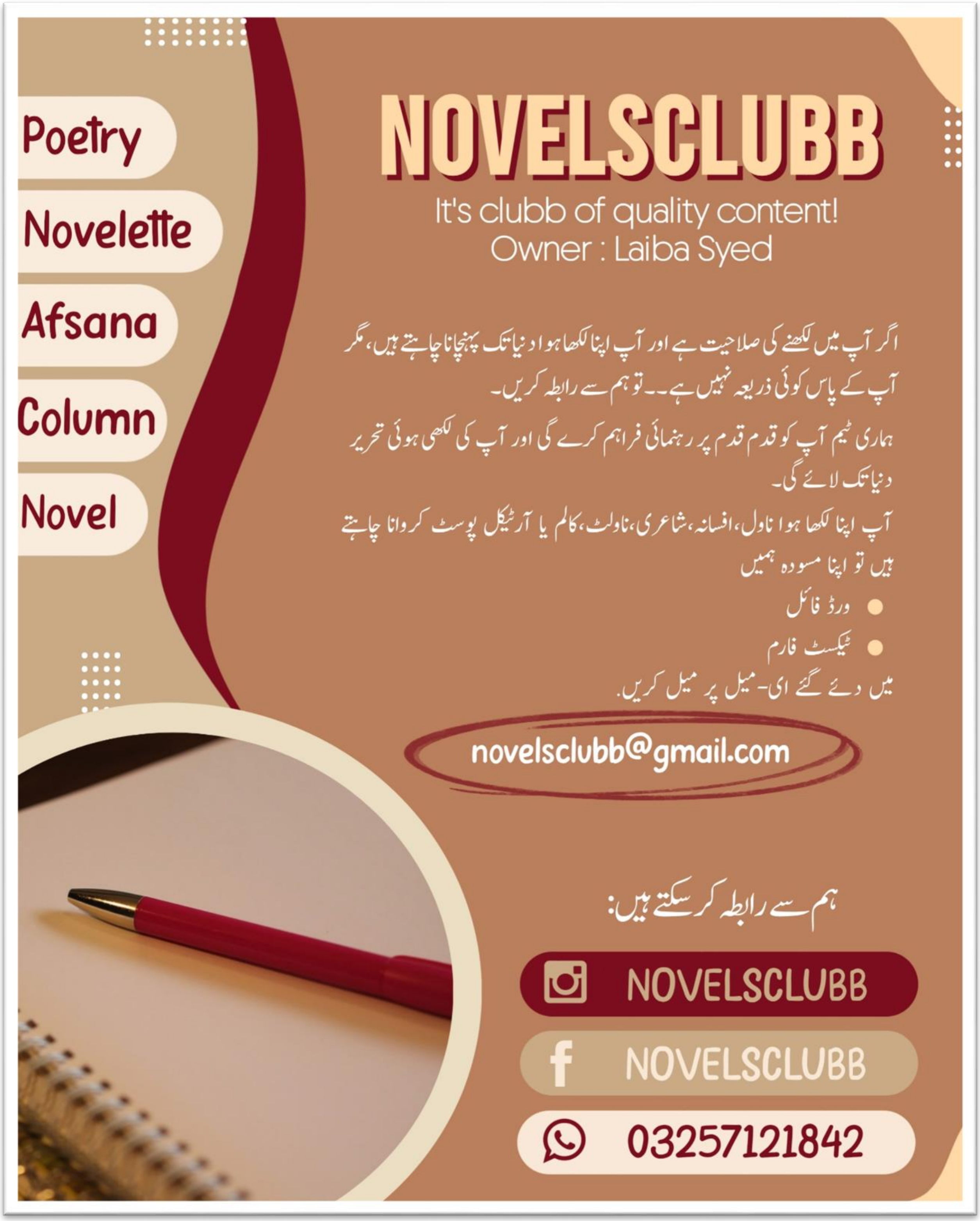
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

خواب میں بسی حقیقت

از قلم

عزیر سیال

www.novelsclubb.com

" خواب میں بسی حقیقت "

10 فروری 2020 وہ میٹرک کا سٹوڈنٹ اپنی کلاس میں سب سے آخری بینچ پر بینچ پر اپنے دوست کے ساتھ بیٹھا شغل میلا لگا رہا تھا۔اس کا دوست بینچ پر زور زور سے ڈھولکی بجا رہا تھا جبکہ وہ اونچی آواز میں بے سر اراگ گا رہا تھا۔کلاس کا مانیٹر اسے اور اس کے دوست کو روکنے کے لئے آگے بڑھتا تو وہ دونوں مزید آواز بلند کر دیتے پوری کلاس ان کے اس شغل سے لطف اندوز ہو رہی تھی جب اچانک ہاتھ میں چھڑی لئے ماسٹر گلفام شدید غصے سے لال پیلے ہوتے کلاس میں داخل ہوئے جس سے کلاس میں ایسا سناٹا چھا گیا جیسے کوئی بیابان جگہ ہو. "واہ،واہ،واہ ایک سیکنڈ پہلے ادھر جشن کا ماحول تھا اب سب چپ کیوں ہو گئے ؟"ماٹر گلفام نے حیرت اور غصے سے پوچھا تو سب سر نیچے کئے بیٹھے رہے جب ایک ڈھیٹ ہنسی دباتی ہوئی آواز پیچھے سے آئی "کیا آپ

کو منور نجھن دیکھنا ہے استاد جی ؟" پیچھے بیٹھے دو لڑکوں میں سے ایک نے اپنا منہ بینچ میں چھپاتے ہوئے ہنسی روک کر کہا تو پوری کلاس ہنسنے لگی۔ "چپ کرو گدھوں ؟" ماسٹر گلفام نے چھڑی ٹیبل پر زور سے مارتے ہوئے کہا " باہر آوئے کون ہے ؟ تیرا منور نجھن کرتا ہوں میں ابھی " ماسٹر گلفام نے غصے سے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو وہ لڑکا تیزی سے کھڑا ہوا "استاد جی ماریا جے نا بڑی زور نال وجدی اے توہادی سوٹی " لڑکے نے ہاتھ اوپر کر کے روتا منہ بنا کر پنجابی میں کہا۔ " اوئے توں ایں ؟" ماسٹر گلفام اچانک رک گئے اور حیرت سے اسے دیکھنے لگے. " اوئے عزیر تیرے توں مینوں اے امید نئیں سی یار رر " ماسٹر گلفام نے ایک بار پھر حیرت سے اسے دیکھا اور پھر زور سے چھڑی عزیر کے دائیں بازو کے کندھے سے تھوڑا نیچے گوشت والے حصے پر ماری تو عزیر ایک دم تکلیف سے کراہ اٹھا " ہائے ے ے استاد جی " عزیر کے چہرے کا رنگ لال ہو گیا تھا لیکن پھر بھی اس کے چہرے پر ہنسی کے تاثرات نمایاں تھے " ادھر ایک میراسی بھی تھا، جو بڑی زبردست ڈھولکی بجا رہا تھا " ماسٹر گلفام نے سوالیہ نظر پوری کلاس میں پھیرتے ہوئے پوچھا تو سب کی انگلیوں کا اشارہ عزیر کے ساتھ بیٹھے اس کے دوست کی طرف ہوا جو اپنی ہنسی دبائے سمنہ نیچے کیئے کتاب پکڑ کر ایسے بیٹھا تھا جیسے اس سے زیادہ کوئی پڑھا کو ہی نہیں ہے "

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اوئے رمضان تو وی؟" ماسٹر گلفام نے ایک بار پھر حیرت سے عزیر کی طرف اور پھر اس کے ساتھ بیٹھے اس کے دوست رمضان کی طرف دیکھا جو یہ سب دیکھ کر جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ استاد کی چھڑی اس کی بھی بازو پر زور سے پڑی تو وہ بھی کراہتا رہ گیا" باہر آجاؤ تم دونوں زرا" ماسٹر گلفام نے ہاتھ میں پکڑی چھڑی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ دونوں جلدی سے باہر نکلے اور کلاس کے دروازے کے پاس جاکر کھڑے ہو گئے" مرغے بنو اوئے" ماسٹر گلفام نے غصے سے کہا تو دونوں کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہو گئے اور دونوں التجا کی نظر سے ماسٹر گلفام کی طرف دیکھنے لگے تو ماسٹر گلفام نے چھڑی تیزی سے اوپر کی تو دونوں جلدی سے مرغا بن گئے " آج کیا تاریخ ہے" ماسٹر گلفام نے چھڑی گھماتے ہوئے پوچھا تو ماڑا ابنا عزیر بولا" استاد جی 10 فروری" تو اس کے ساتھ عزیر کی ایک زوردار آہ نکلی کیونکہ ماسٹر گلفام نے اس کے جواب کے دوران کی چھڑی زور سے اس کی تشریف پر ماری جس سے ساری کلاس ہنسنے لگی" پیپر کب ہیں تمہارے" ماسٹر گلفام نے پھر سے سوال کیا تو کوئی جواب نہ آیا تو ماسٹر گلفام نے ایک بار پھر چھڑی گھمائی تو ایک اور کراہتی آواز آئی اس بار چھڑی رمضان کی تشریف پہ بھی تھی" جواب کیوں نے دیتے گدھوں" ماسٹر گلفام نے ایک بار سوال کیا تو عزیر نے کپکپاتی آواز میں کہا"

اا،است،استاد جی 17 مارچ کو"۔"شاباش "ماسٹر گلفام نے کہا"دن کتنے رہ گئے "ماسٹر گلفام نے ایک بار پھر سوال کیا تو اس بار عزیر اور رمضان نے ایک زبان ہو کر کہا"استاد جی ایک مہینہ "بس یہ کہا تھا کہ دونوں کی کراہنے کی آواز پوری کلاس میں گونج اٹھی اور پوری کلاس دونوں پر ہنسنے لگی"ادھر مراسی بنے بیٹھے پڑھنا تم لوگوں کے باپ نے ہے،"ماسٹر گلفام نے غصے سے چھڑی چلاتے ہوئے کہا تو وہ دونوں تیزی سے اٹھے اور اپنے بینچ کی طرف کبھی بازو مسلتے تو کبھی ٹانگ مسلتے بھاگے"پڑھتے ہیں استاد جی پڑھتے ہیں"عزیر نے بازو اپنا بازو مسلتے ہوئے کہا" ہہ،ہہ،ہاں جی استاد جی"رمضان نے بھی عزیر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا"دوبارہ اگر شور کیا تو،میں زرا اسٹاف روم میں جا رہا ہوں تم لوگ تیاری کر واپنی چلو"ماسٹر گلفام نے غصے سے کہا اور پھر کلاس سے باہر نکل گئے تو عزیر اور رمضان پھر ایک زوردار قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔"یار پاس تے ہو ہی جانا اے ایویں استاد جی وی"عزیر نے عجیب سا منہ بناتے ہوئے رمضان کے کندھے پر ہاتھ مرتے ہوئے کہا تو رمضان نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں شغل لگانے لگے۔دو ہفتوں بعد اتوار کے دن عزیر گھر بیٹھا موبائل پر پبجی کھیل رہا تھا جب اچانک اسے کسی اجنبی نمبر سے ایک کے بعد ایک کالز آنے لگی وہ کال کاٹتا تو پھر کال آجاتی۔یونہی 5,6

بار کال کاٹنے کے بعد دوبارہ کال نہ آئی عزیر نے بھی اپنی گیم مکمل کی اور پھر موبائل لاک کر کے لیٹ گیا پانچ منٹ ہی گزرے تھے کے دوبارہ اس کے موبائل کی گھنٹہ بھی تو عزیر نے غصے سے کال اٹینڈ کی اور ہیلو ہیلو کرنے لگا لیکن اگے سے کوئی آواز نہ آئی عزیر نے کال بند کر دی اور موبائل کو سائیڈ میں رکھ کر پھر سے آنکھیں بند کر لی اور کچھ ہی دیر بعد اسے نیند آگئی "عزیر" وہ خواب میں کسی بہت ہی پیاری جھیل کے پاس بیٹھا تھا چاروں طرف دھند چھائی ہوئی تھی جب اسے اپنے پیچھے سے بہت ہی خوبصورت آواز آئی۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن کافی دھند ہونے کی وجہ سے اسے کچھ نظر نہیں آیا وہ پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا "عزیر سنو تو" اسے پھر وہی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے پیچھے مڑا "کون ہے؟" عزیر نے حیرانگی سے پوچھا لیکن کوئی آواز نہ آئی اور پھر اسے اپنے چہرے پر پانی کے چھینٹے محسوس ہوئے جب وہ واپس مڑا تو کافی زیادہ پانی اس پر گرا جس سے وہ ہڑبڑا کر نیند سے اٹھ کھڑا ہوا جب اس نے آس پاس دیکھا تو وہ اپنے بستر پر موجود تھا اور اس کے پاس اس کا چھوٹا بھانجا ہاتھ پانی کا خالی گلاس پکڑے کھڑا تھا۔عزیر کا جسم اچانک ٹھنڈ سے لرز اُٹھا اس نے دیکھا تو اس کا چہرہ اور کپڑے پانی سے بھیگے پڑے تھے عزیر نے غصے سے اپنے بھانجے کی طرف دیکھا "آپی اس کو لے جاؤ اتنی ٹھنڈ میں سوئے ہوئے پر پانی

پھینک دیا تیرے لاڈلے نے" اور غصے سے اپنی بڑی بہن کو آوازیں دینے لگا جو اس کے سونے کے دوران ہی گھر ملنے آئی تھی۔ وہ بھاگتی ہوئی آئی عزیر سے ملی اور پھر اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے گئی عزیر جلدی سے اٹھا اور الماری سے نئے کپڑے نکالنے لگا۔ لیکن ایک منظر تھا جو اس کے ذہن میں قید میں ہو چکا تھا اور وہ آواز بار بار اس کے کانوں گونج رہی تھی جس سے اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اس نے کپڑے نکالے اور نہانے چلا گیا۔

☆ ☆ ☆

امتحان ہونے میں صرف ایک ہفتہ باقی تھا لیکن وہ کسی اور ہی امتحان میں الجھ گیا تھا۔ دن رات اسے بس وہ ہی آواز سنائی دیتی جیسے کوئی بہت ہی خوبصورت آواز کے ساتھ اسے پکار رہا ہے ۔ وہ کھویا کھویا رہنے لگا تھا مسکراہٹ اس کے چہرے پر ہر وقت رہتی تھی اسی دوران اس کا بائیک ایکسیڈنٹ بھی ہوا لیکن عجیب بات یہ تھی کہ جب اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تب بھی اس کے چہرے پر

مسکراہٹ ہی تھی، سب حیران تھے اس کے ایسے رویے سے پوچھ پوچھ کر تھک گئے لیکن وہ صرف مسکراتا لیکن کسی کو کچھ نہیں بتاتا تھا۔یونہی اس کے امتحان گزر گئے ایک دن وہ پارک میں بیٹھا موبائل استعمال کر رہا تھا جب اس کے فون کی رنگ بجی نمبر دیکھا تو کوئی انجان نمبر تھا اس نے کال اٹھائی تو آگے سے آنے والی آواز سن کر اس کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ آ گئی کیونکہ وہ اس آواز کو بہت اچھی طرح سمجھتا تھا، وہ ایک دم خوشی سے اچھل پڑا کیونکہ یہ آواز وہ ہی آواز تھی جو وہ ہر روز خواب میں سنتا تھا جو جھیل کے کنارے اسے بڑے پیار سے اور خوبصورت انداز میں پکارتی تھی۔"ہہ، ہی، ہیلو" عزیر نے خوشی سے ہکلاتے ہوئے کہا۔"جی ؟" آگے سے ایک مختصر سا جواب آیا"آپ کون ہو؟" عزیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔"آپ کون ہو آپ بتاؤ" آگے سے الٹا سوال آیا تو عزیر حیران ہوا"کال آپ نے کی ہے آپ بتاؤ" عزیر نے کہا تو آگے سے جواب سن کر عزیر حیران رہ گیا۔"نمبر آپ نے پھینکا تھا آپ بتاؤ آپ کون ہو ؟" آگے سے سوالیہ انداز میں پوچھا۔"کیا؟ نمبر اور میں نے ؟" عزیر نے حیرانگی سے پوچھا۔" جی آپ نے ؟" آگے سے مختصر سا جواب آیا۔"کب اور کہاں، میں تو آپ کو جانتا تک نہیں آپ ہو کون ؟ اور میں نے اجتک کسی کو اپنا نمبر ایسے پھینک کر نہیں دیا، سچ بتائیں آپ ہیں کون اور

کس نے دیا میرا نمبر آپ کو؟"عزیر نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔"دیکھیں مسٹر، مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ میں ایسے نمبروں پر کالیں کرتی پھروں، آپ نے نمبر پھینکا تھا اور اسی لئے میں آپ سے پوچھ رہی ہوں". لڑکی نے تھوڑے سخت لہجے میں کہا تو عزیر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کہ پھٹی رہ گئیں اس نے کال بند کر دی اور تیزی سے نمبر ملانے لگا۔"ہیلو"آگے سے کال اُٹھاتے ہی عزیر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔"یہ کیا حرکت ہے رمضان"عزیر نے غصے سے پوچھا تو رمضان سیک چونک اٹھا۔"کیا کر دیا بھائی میں نے؟"رمضان نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔"میرا نمبر کس کو پھینکا تو نے؟"عزیر نے مزید سخت لہجے میں پوچھا تو رمضان پھر سے چونک پڑا۔" ارے کک، کیا بول رہا ہے تو، میں نے کب پھینکا تیرا نمبر اور کس کی بات کر رہا ہے؟"رمضان نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔"دیکھ جھوٹ مت بول، میرے پاس کال آئی ہے ایک لڑکی کی اس نے بولا کہ میں نے اس کے اگے نمبر پھینکا لیکن میں نے ایسا کچھ نہیں کیا، اب سچ سچ بتا تو نے کیا ہے نا یہ سب؟"عزیر نے سخت لہجے میں پوچھا تو رمضان ایک بار پھر چونک اٹھا۔"کیا لڑکی؟ ارے بھائی میں نے کسی کو تیرا نمبر نہیں دیا، اس سے پوچھ جس نے تجھے کال کی ہے، اگر میں نے ایسا کچھ کیا ہوتا تو تجھے ضرور بتاتا نا"رمضان نے ایک سانس میں ساری بات واضح کر دی تو عزیر

نے کچھ دیر خاموشی کے بعد کال کاٹ دی اور موبائل زور سے بستر پر پٹخ کر وہیں لیٹ گیا اور گہری نیند میں چلا گیا۔ "ہائے عزیر اتنا غصہ کیوں ہوتے ہو"۔ گہری نیند میں وہ پھر سے خواب میں اسی جگہ بیٹھا ہوتا ہے کہ اسے پھر سے اپنے پیچھے سے آواز آتی ہے. "کون ہو تم سامنے آؤ گی، کیوں مجھے تنگ کرر کھا ہے کیوں میری زندگی میں کنفیوژن پیدا کر رہی ہو، ایک وہ فون والی کچھ نہیں بتاتی اور ایک تم ہو جو ہوا میں باتیں کرتی ہو، سامنے آؤ" عزیر نے غصے سے چلاتے ہوئے کہا. "چلو ایک گیم کھیلتے ہیں، مجھے دیکھنا چاہتے ہو؟" وہ خوبصورت آواز پھر سے عزیر کے کانوں میں پڑی. "ہہ، ہہ، ہاں" عزیر نے اثبات میں سر ہلایا. "اسی طرح سیدھے چلتے آؤ، تھوڑا آگے آؤ گے تو تمہیں ایک پہاڑ نظر آئے گا اس پہاڑ کے نیچے ایک سیب کا درخت لگا ہے اس پر بہت سارے سیب لگے ہیں ان میں سے ایک سیب باقی سب سے الگ ہے، تم نے وہ سیب توڑنا ہے اسی جگہ واپس آ کر بہتی ندی میں جو بڑا پتھر ہے اس پر رکھ دینا ہے، وقت تمہارے پاس صرف 5 منٹوں کا ہے، اگر ایسا کر لیتے ہو تو میں تم سے ملوں گی" اس آواز نے آہستہ آہستہ ایک ہی سانس میں سب سمجھا دیا "تمہارا وقت شروع ہوتا ہے اب" ایک بار پھر آواز آئی جس سے عزیر تیزی سے سامنے کی طرف بڑھا 1,2 منٹوں کے بعد وہ اس پہاڑ کے پاس پہنچا وہاں لگے

درخت پر سب سے الگ سیب ڈھونڈنے لگا لیکن اسے سیب نہیں ملا" یہاں تو کوئی ایسا سیب نہیں ہے جو باقیوں سے الگ ہو، یہ کیسا گیم ہے" عزیر نے غصے سے کہا" 1 منٹ باقی ہے عزیر یا تو واپس آجاؤ یا سیب ڈھونڈلو ورنہ تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہیں کے ہو کر رہ جاؤ گے" وہ آواز ایک بار پھر آئی تو عزیر ایک دم چونک اٹھا اور تیزی سے واپس پلٹا جیسے ہی اس نے اپنا قدم آگے بڑھایا تو اس کا پاؤں کسی چیز لگا اور وہ لڑکھڑا کر گر پڑا اس نے پیچھے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی پیڑ کی جڑ سے ایک کالے رنگ کا سیب نظر آرہا تھا وہ جلدی سے اٹھا اور اس نے سیب کو نکالا اور واپس پلٹا لیکن جیسے ہی وہ اس سیب کو ندی میں پڑے پتھر پر رکھنے کے لئے گیا تو ایک بڑی لہر آئی اسے بہا کر لے گئی، وہ ہڑبڑا کر نیند سے اٹھ بیٹھا کمرے میں ہر طرف اندھیرا تھا اس نے لائٹ آن کی تو خود کو آئینے میں دیکھ کر حیران رہ گیا وہ پورے کا پورا بھیگ چکا تھا، ہوش اس کے تب خطا ہوئے جب اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں وہ ہی سیب دیکھا "یہ، یہ، میرے ہاتھ میں کیسے؟" ابھی یہ سب سوچ ہی رہا تھا تو اچانک اس کے موبائل کی گھنٹی بجی، وہ تیزی سے موبائل کی طرف لپکا وہ ہی اجنبی نمبر سے کال آرہی تھی "ہہ، ہہ، ہیلو" عزیر نے کپکپاتی آواز میں کہا۔" چیلنج فیلڈ" آگے سے وہ ہی خوبصورت آواز سنائی دی اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔" ہیلو، ہیلو، ہیلو"

عزیر اونچی اونچی بولنے لگا تو عزیر کی امی، ابو اور بہن بھاگتے ہوئے کمرے میں آئے "کیا ہوا عزیر بیٹا" عزیر کی امی (شائستہ) نے حیرانگی سے پوچھا "امی وہ یہ ---" عزیر نے اپنا دائیاں ہاتھ ان کے سامنے کیا تو وہ بولتا بولتا رک گیا اور حیرانگی سے اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگا "کیا ہوا ہاتھ کو بیٹے" عزیر کی ماں نے پوچھا تو عزیر بولا "ارے کچھ نہیں امی بس ایسے ہی" کہہ کر عزیر تیز تیز قدم بھرتا گھر سے باہر چلا گیا۔ وہ سارے رستے اپنے ہاتھ کو دیکھتا رہا جو بلکل خالی تھا اور اپنے کپڑوں کو بھی جو بلکل سوکھے تھے وہ چلتا جا رہا تھا جب اس کی نظر مسجد کے باہر بیٹھے ایک باباجی پڑی جس نے سبز رنگ کا چولا پہنا ہوا تھا لمبے لمبے بال ہاتھوں میں تسبیح انگلیوں میں مختلف پتھروں کی انگوٹھیاں پہنی ہوئی تھیں عزیر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گیا "سلام باباجی" عزیر نے بیٹھتے ہوئے سلام کیا. "وا علیکم اسلام پوتر" بابے نے سر جھکائے ہی سلام کا جواب دیا. " باباجی ایک پریشانی اے سن لو جے ---" عزیر نے التجائی انداز میں کہا تو اس بابے نے ہاتھ کا اشارے سے اسے روک دیا۔ "تیری محبت ہے پوتر، ہر جگہ ملے گی" بابے نے بات سنے بغیر مختصر سا جواب دیا اور پھر لیٹ گیا۔ "عزیر اسے ہلاتا رہا آوازیں دیتا رہا لیکن اس بابے نے کوئی حرکت نہ کی جب عزیر نے دیکھا تو وہ بابا مر چکا تھا۔ عزیر تیزی سے اٹھا اور تیز قدم

www.novelsclubb.com

بھرتا مسجد میں گیا وضو کر کے عصر کی نماز پڑھی اور جب وہ باہر نکلا تو دیکھا وہ بابا وہاں پہ تھا ہی نہیں اس نے آس پاس کے لوگوں سے پوچھا تو سب نے یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ یہاں پہ کوئی بابا تھا۔ عزیر مزید پریشان ہو گیا تیزی سے گھر کی طرف بڑھا تو رستے میں وہ کسی سے ٹکرا گیا، سامنے والے کا سارا سامان گر گیا وہ جلدی سے سامان اٹھانے لگا تو اس کی نظر اس پر پڑی وہ ایک لڑکی تھی موٹی آنکھیں، باریک ہونٹ گندمی رنگت کندھوں تک آتے بال بہت حسین لگ رہی تھی عزیر اسی کو دیکھتا رہ گیا "بتمیز آنکھیں نہیں ہیں تمہاری دیکھ کے نہیں چل سکتے سارا سامان گرا دیا میرا" وہ لڑکی اسے ڈانٹنے لگی "جی ٹھیک ہے" عزیر نے اسے دیکھتے ہوئے کھوئے ہوئے انداز میں کہا تو وہ غصے میں آ گئی "کیا ٹھیک ہے؟ اور ایسے گھورنا بند کرو مجھے چلو میرا سامان اٹھا کر دو مجھے" اس لڑکی نے غصے سے کہا تو عزیر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور وہ تیزی سے سامان اٹھانے میں لگ گیا۔ وہ لڑکی اسے برا بھلا کہتی وہاں سے چلی گئی لیکن عزیر ہونٹوں پہ مسکراہٹ لیے وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔ وہ جلدی سے گھر آیا اور آتے ہی اپنے کمرے میں چلا گیا وہاں جا کر وہ دھڑام سے بستر پر گر گیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا لیکن چاہ کر بھی اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اچانک اس کے موبائل کی گھنٹی بجی اس نے تیزی سے کال ریسیو کی "کیا

ہوا؟ تمہیں لگتا ہے تم نے مجھے دیکھ لیا؟" آگے سے وہی خوبصورت آواز اسے سنائی دی۔ "کیا مطلب دیکھ لیا بلکہ تمہیں تو اپنی آنکھوں میں قید کر لیا ہے" عزیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "خوش فہمی ہے تمہاری" آگے سے آواز آئی تو عزیر ایک دم کے لئے چونکا "کیا مطلب؟" عزیر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ "آواز سن کر ہی مان لیا کہ وہ لڑکی میں ہو سکتی ہوں" آگے سے اس خوبصورت آواز نے سوال کیا "ہں، تم ہی تو تھی بلکل تمہاری آواز ہی تو تھی اس لڑکی کی" عزیر نے کہا۔ "لیکن وہ میں نہیں تھی" آگے سے جواب سن کر عزیر چونک اٹھا، "تو پھر کون تھی وہ اور تمہیں یہ سب کیسے پتا؟" عزیر نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ "وہ میری دوست تھی ، میں صرف تمہارا امتحان لے رہی تھی کہ اگر کوئی میری آواز کی لڑکی تمہیں ملتی ہے تو تم اسے مان لو گے یا تمہارا دل نہیں مانے گا اسے، لیکن تم بھی دوسرے لڑکوں کی طرح نکلے دل پھینک، آواز سنی نہیں کہ اپنا دل اس پہ ہار بیٹھے، کیا تمہارے دل نے تمہیں منع نہیں کیا کہ وہ لڑکی میں ہو سکتی ہوں یا نہیں" اس خوبصورت آواز میں اب ناراضگی آ چکی تھی۔ "کیا مطلب ہے امتحان ؟اب نہ تو تمہیں دیکھا ہے نا تمہیں جانتا ہوں، خود تم میرے گلے پڑ رہی ہو خواب میں بھی پیچھا نہیں چھوڑتی ہو آواز سے ہی پہچانوں گا نا تمہیں۔" عزیر نے ایک ہی سانس میں ساری بات

واضح کر دی تو سامنے سے رابطہ ختم ہو گیا۔ "ہیلو، ہیلو" عزیر آوازیں دیتا رہا لیکن کوئی آواز نہ آئی عزیر کندھے اچکائے اور پھر سے بستر پر لیٹ گیا اور گہری نیند میں چلا گیا لیکن حیرت کی بات یہ کہ کچھ ہی دیر بعد وہ اٹھ بیٹھا "یار آئی نہیں اس بار لگتا ہے ناراض ہو گئی۔" عزیر نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر نہانے چلا گیا۔

☆ ☆ ☆

دو ہفتے گزر گئے نہ عزیر کو دوبارہ وہ خواب آیا اور نہ ہی اس نمبر سے اسے کوئی کال آئی۔ اس نے بہت بار نمبر ملایا لیکن نمبر بند جا رہا تھا۔ وہ اسی کشمکش میں پھرتا رہتا۔ ایک دن وہ بائیک پر جا رہا تھا جب اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا وہ کافی زخمی ہو گیا تھا لوگ اسے اٹھا کر ہسپتال لے گئے تین دن بعد اسے ہوش آیا تو وہ ہسپتال کے بیڈ پر موجود تھا، اور سب لوگ اس کے ارد گرد کھڑے تھے سب نے اللہ پاک کا شکر ادا کیا "عزیر میرا بچہ شکر ہے تمہیں ہوش آ گئی ورنہ ڈاکٹرز کہہ رہے

www.novelsclubb.com

تھے کہ سر پر گہری چوٹ کی وجہ سے اگر آج بھی تمہیں ہوش نہ آتی تو تم کومہ میں جا سکتے تھے" عزیر کی والدہ نے روتے ہوئے کہا تو عزیر نے ہاتھ سے ماں کے آنسو پونچھے "کچھ نہیں ہوا امی مجھے دیکھو میں ٹھیک ہوں "عزیر نے کہا تو اس کی ماں کو جیسے سانس میں سانس آ گئی ہو۔" چلیں جی پیشنٹ کو آرام کرنے دیں زیادہ بات نہیں کریں "ایک نرس باہر سے کمرے میں داخل ہوئی عزیر کی نظر اس پر پڑی تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، چھوٹی چھوٹی آنکھیں، باریک ہونٹ، سفید رنگت لمبے سیاہ بال کھلے سفید لباس میں ملبوس ایک خوبصورت پری کی مانند اسے لگ رہی تھی۔"ہیلووووو...."نرس نے عزیر کے سامنے ہاتھ لہراتے ہوئے کہا تو عزیر ایک جھٹکے سے ہوش میں آ گیا۔"کدھر کھو گئے"نرس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔"جی بس آپ میں۔۔۔"عزیر نے دھیرے سے کہا تو اس نرس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے"کیا مطلب ہے آپ کا؟'نرس نے سوالیہ نظروں سے عزیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔"اوہ سن لیا، سوری زبان پھسل گئی تھی"عزیر نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس نرس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔اس نے عزیر کو انجیکشن لگایا اور پھر ہلکی سی مسکراہٹ دے کر باہر چلی گئی۔ عزیر آہستہ آہستہ ریکور ہو رہا تھا، وہ نرس روزانہ اسے انجیکشن لگانے آتی، دونوں میں تھوڑی

بہت باتیں ہوتی اور پھر آہستہ آہستہ باتوں کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ایک ہفتے بعد عزیر کو ڈسچارج کر دیا گیا۔"ایکسکیوز می "عزیر جب جانے لگا تو نرس نے اسے پیچھے سے آواز دی تو عزیر نے مڑ کر دیکھا"وہ ایک بات کہنی تھی آپ سے "نرس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا"کیا کہنا ہے فرزانہ "عزیر نے پوچھا۔"کیا ہم کافی پر مل سکتے ہیں؟"نرس (فرزانہ) نے عزیر کی طرف دیکھ کر شرماتے ہوئے پوچھا۔"ہاں بلکل بلکہ کہنا میں چاہتا تھا، چلو تم نے کہہ دیا میں نے کہہ دیا ایک ہی بات ہے"عزیر نے مسکراتے ہوئے کہا فرزانہ نے شرما کر سر جھکا لیا۔"اپنا نمبر دو، ہم اتوار کو ملتے ہیں،"عزیر نے اپنا موبائل نکال کر اس کے سامنے کر دیا تو فرزانہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنا نمبر ڈائل کر دیا اور ایک خوبصورت مسکراہٹ کہ دونوں نے ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا۔اتوار کو عزیر بادامی رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس، ہاتھ میں گولڈن گھڑی، پاؤں میں پشاوری چپل پہنے کافی شاپ میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا، کچھ ہی دیر میں اس کی نظر کافی شاپ کے دروازے کی طرف پڑی موٹی آنکھیں، باریک ہونٹ، سفید رنگت، گلابی ساڑھی میں ملبوس، لمبے کھلے بال، ہلکی گلابی لپسٹک لگائے ایک نازک سی لڑکی اندر داخل ہوئی عزیر اسے دیکھ کر فوراً کھڑا ہو گیا، وہ لڑکی اس کے پاس سے گزر کر دوسرے ٹیبل پر جا کر بیٹھ گئی اور کافی

شاپ کی دیوار پر لگی گھڑی کی طرف بے چینی سے دیکھنے لگے جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہی ہو، عزیر صرف اسی کی طرف دیکھ رہا تھا بلکہ اس میں کھویا پڑا تھا جب کسی نے اسے کندھے سے پکڑ کر ہلایا "عزیر، عزیر" اپنا نام سن کر وہ چونک کر کھڑا ہو گیا اس نے دیکھا تو فرزانہ بلیو شلوار قمیض میں اس کے سامنے کھڑی تھی خوبصورت تو وہ بھی لگ رہی تھی لیکن عزیر کی نظر بار بار دوسری ٹیبل پر بیٹھی گلابی ساڑھی والی پر پڑ رہی تھی۔ "کیا دیکھ رہے ہو ادھر، میں تم سے ملنے آئی ہوں، مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے ضروری" فرزانہ عزیر کو مخاطب کیا تو عزیر ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ "ہاں بولو" عزیر نے کہا۔ "ایکچولی بات یہ ہے عزیر کہ میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں" فرزانہ نے شرماتے ہوئے کہا تو عزیر نے نفی میں سر ہلا دیا "اچھا تو اس بات کے لئے تم نے مجھے بلایا تھا۔" عزیر نے معمولی انداز میں کہا تو فرزانہ ایک دم چونک اٹھی "کیا مطلب عزیر؟"" "تم نے بھی تو ملنا تھا مجھ سے، اور میں کون سا غلط کہہ رہی ہوں تم سے محبت کا اظہار ہی تو کیا ہے، جو کہ تمہیں پہلے کرنا چاہیے تھا۔" فرزانہ نے حیرت سے عزیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا بولا؟ دوبارہ کہنا"۔ "پیار، ہاہاہاہاہا، ارے پاگل مجھے تم سے کب پیار ہو گیا، میں تو تمہیں صرف اپنا دوست مانتا ہوں اس لئے کہا تھا ملنے کو تم پگلی اسے پیار سمجھ بیٹھی اور سیدھا سیدھا پرپوز مار دیا،

ہاہاہاہاہا" عزیر نے ہنستے ہوئے کہا تو فرزانہ کی آنکھیں بھر آئی۔ "عزیر یہ کیا کہہ رہے ہو، اس کا مطلب تم ٹائم پاس کر رہے تھے میرے ساتھ". فرزانہ نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ کہا تو عزیر نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "ارے نہیں یار، میرا یہ مطلب تو نہیں تھا، میں تو صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ میں تمہیں اپنی دوست مانتا ہوں اس سے زیادہ نہیں، تم نے ہسپتال میں میرا اتنا خیال رکھا وقت پر دوا دی انجکشن لگائے تمہاری وجہ سے تو آج میں ٹھیک ہوا ہوں...." عزیر ابھی بات کر ہی رہا تھا کہ فرزانہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ "تمہاری دوستی کا بہت شکریہ، لیکن مجھے تمہاری یہ دوستی بھی نہیں چاہئے، میں ہی پاگل تھی جو تم سے دل لگا بیٹھی، مجھے پہلے تمہاری سوچ جان لینی چاہئے تھی۔ اوکے بائے"۔ فرزانہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر کی چلی گئی۔ عزیر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور پھر اس نے کندھے اچکائے اور اسی گلابی ساڑھی والی کی طرف دیکھنے لگا جس نے اسے سرسری سا دیکھا اور پھر وہ بھی اٹھ کر باہر چلی گئی۔ اب عزیر اکیلا وہاں کیا کرتا عزیر بھی وہاں سے اٹھا اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا، وہ گلابی ساڑھی والی بار بار اس کے زہن میں گھوم رہی تھی لیکن فرزانہ کے آنسو وہ بھول چکا تھا، کافی تھکاوٹ کی وجہ سے وہ گھر آ کر سیدھا بستر پر گر گیا اور گہری نیند میں چلا گیا۔ آج 1 مہینے بعد

وہ پھر سے اسی ندی کے پاس بیٹھا تھا لیکن اس بار اس کے ارد گرد کسی قسم کی کوئی دھند نہیں تھی ،اس نے اپنے چاروں طرف دیکھا پھر اس کی نظر اس پہاڑ پر پڑی وہ اٹھا اور تیزی سے اس پہاڑ کی طرف بڑھا وہاں پہنچا تو دیکھا درخت پر لگے سارے سیب سیاہ ہو چکے تھے ،وہ پھر سے کشمکش میں ڈوب گیا تھا وہ سب سے الگ سیب دیکھ رہا تھا تو اچانک درخت کے اوپر والی شاخ پر اسے ایک سرخ سیب دکھائی دیا اس نے جلدی سے وہ سیب اتارا اور بھاگتا ہوا ندی کی طرف آیا اور بغیر کوئی وقت ضائع کیے اس نے وہ سیب ندی کے اندر پڑے بڑے پتھر پر رکھ دیا اور آنکھیں بند کر لی، کچھ دیر یونہی آنکھیں بند کرنے کے بعد اسے ایک آواز سنائی دی،اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ یہ وہ ہی آواز تھی جسے سننے کے لئے وہ ہر وقت بے چین رہتا تھا،"آنکھیں کھولو عزیر" اس خوبصورت آواز نے کہا تو عزیر نے اپنی آنکھیں کھولی،اسے امید تھی کہ وہ خوبصورت آواز والی سامنے آئے گی لیکن وہاں کوئی نہیں تھا،عزیر افسردہ ہو کر وہیں بیٹھ گیا،"پلیز میرے سامنے آؤ،کون ہو تم؟میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں،کیوں اتنا تڑپا رہی ہو"عزیر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ چہرا نیچے کیے وہیں بیٹھا رہا تھا جب اسے تیز روشنی محسوس ہوئی۔اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ دنگ رہ گیا،سفید روشنی میں اسے ایک سفید عبایہ پہنے بہت ہی حسین و جمیل لڑکی نظر آئی،

وہ فوراً کھڑا ہو گیا نقاب میں اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں عزیر کے ہواس خطا کر رہیں تھیں۔"
تت، تم ہو وہ جو مجھ سے باتیں کرتی تھی،۔"عزیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو آگے سے اس
لڑکی نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔"تم اتنی حسین، تم تو میری امیجینیشن سے بھی
زیادہ حسین ہو،اس دنیا نہیں لگتی، کہاں سے آئی ہو،"عزیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو وہ
خوبصورت لڑکی مسکرانے لگی۔"میرا نام نورالھدیٰ ہے، میں خوابوں کے پرستان میں رہتی
ہوں"اس خوبصورت لڑکی نے کہا تو عزیر کی آنکھیں حیرانگی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔"
خوابوں کا پرستان"عزیر نے حیرت سے پوچھا تو اس خوبصورت لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔"
میرا کام ہے چھوٹے بچوں کے خوابوں میں جا کر ان کی نیند کو پُر سکون بنانا،ان سے باتیں کرنا۔"
نورالھدیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عزیر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔"تم یہی سوچ رہے
ہو کہ تمہارے خوب میں کیسے آئی۔"نورالھدیٰ نے ایک بار مسکراتے ہوئے کہا تو عزیر نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔"دراصل میں ایک بچے کے ساتھ کھیل رہی تھی،اس کا نام بھی عزیر تھا
لیکن وہ کھیلتے کھیلتے وہاں سے بھاگا میں اسے ڈھونڈتی پکارتی اس ندی کی طرف آئی جب تم نے
مجھے دیکھا تو میں درخت کے پیچھے چھپ گئی."نورالھدیٰ نے ایک سانس میں ساری بات بتا دی

۔"وہ بات تو ٹھیک ہے لیکن اس کے بعد تم مسلسل میرے خواب میں کیوں آتی تھی۔"عزیر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔"دراصل جس بچے کو میں تلاش کر رہی تھی وہ مجھے نہیں ملا، میرے سردار نے 20 دن اس بچے سے خواب میں ملنے کا حکم دیا تھا لیکن مجھ سے وہ بچہ کھو گیا، جس وجہ سے میرے سردار نے مجھے سزا کے طور پر قید کر دیا تھا۔"اس پری نے افسردہ چہرے کے ساتھ ساری بات بتائی۔"لیکن اب تو تم آزاد لگ رہی ہو"عزیر نے کہا تو نور پری کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔"ہاں، یاد ہے سیاہ سیب،"اس نے عزیر کو کچھ یاد دلانا چاہتا تو عزیر نے جلدی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔"وہ سیب ہی مجھے آزاد کرا سکتا تھا، وہ ہمارے پرستان کی پریوں کے لئے خاص درخت لگایا گیا ہے جہاں سے ہم سیب توڑ کر کھاتی ہیں، لیکن جب سے میں قید تھی میرے حصے کا سیب سیاہ ہو چکا تھا، میرے سردار کی بیوی نے چھپ کر اس قید سے آزادی کا طریقہ بتایا کہ اگر کوئی انسان وہ سیب ڈھونڈ کر ندی میں پڑے پتھر پر رکھ دیتا ہے تو تم آزاد ہو جاؤ گی اور وہ بچہ بھی مل جائے گا، بس اسی وجہ سے مجھے آزاد ہونے کے لئے تمہاری ضرورت پڑی۔"نور پری نے ساری بات واضح کی تو عزیر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔"لیکن بعد میں غائب کیوں ہو گئی تھی، اور اب اتنے وقت کے بعد دوبارہ میرے خواب میں کیوں آئی

ہو"عزیر نے سوال پوچھا تو نور پری مسکرانے لگی۔"دراصل آزادی کے بعد میں دوبارہ پرستان گئی ہی نہیں تھی، سردار کا بیٹا مجھے بہت پسند کرتا تھا اور میں بھی اسے بہت پسند کرتی تھی اس لئے ہم دونوں پرستان سے چھپ کر چلے گئے تھے،اور پھر دوبارہ کبھی پرستان کی طرف نہیں گئے کیونکہ اگر جاتے تو سردار مجھے اور میری محبت کو مار دیتا اس لئے ہم پرستان سے بہت دور چلے گئے ، لیکن بعد میں مجھے یاد آیا کہ جس نے مجھے آزاد کرایا اس کا شکریہ ادا کرنا تو بھول ہی گئی وہ میرا انتظار کرتا ہوگا اس لئے حقیقت بتانے کے لئے مجھے یہاں آنے میں بہت وقت لگا۔ تمہیں جو انتظار کروایا اس کے لئے معزرت"نور پری نے کہا تو عزیر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا"لیکن میں تو محبت کر بیٹھا تھا تم سے"عزیر نے افسردہ چہرے کے ساتھ کہا تو نور پری مسکرانے لگی،"اس کی فکر مت کرو، میرا عکس تمہارا دنیا میں انتظار کر رہا ہے،"نور پری نے کہا تو عزیر حیرت سے اسے دیکھنے لگا"کیا مطلب ؟"عزیر نے سوالیہ انداز میں پوچھا تو نور پری نے ایک طرف اشارہ کیا،عزیر دیکھ کر حیران رہ گیا۔"یہ، یہ تو فرزانہ ہے"عزیر نے حیرت سے اسے دیکھتے کہا تو نور پری نے اثبات میں سر ہلایا"یہی میرا عکس ہے جو تم سے بے گناہ محبت کرتا ہے عزیر، جاؤ اس کا ہاتھ تھام لو میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گی اور جب جب تم مجھے یاد کرو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گے تمہارے خوابوں میں ملنے آجایا کروں گی، اللہ حافظ "نور پری نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک عزیر کی آنکھوں سے او جھل ہو گئی، عزیر کی آنکھ کھل گئی اس نے جلدی سے موبائل اٹھایا اور وہ انجان نمبر پر کال کرنے لگا آگے سے کال ریسیو ہوئی اور آنے والی آواز سن کر دنگ رہ گیا "اب کیوں فون کیا ہے، تمہیں تو مجھ سے محبت نہیں ہے نا" فرزانہ کی روتی ہوئی آواز آئی. "

مم، مم، مجھے تم سے محبت نہیں ہے،۔۔۔۔مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے" عزیر بے اختیار بول پڑا تو آگے سے اچانک خاموشی چھا گئی. "سچ۔۔۔۔" کچھ دیر خاموشی کے بعد فرزانہ کہ خوشی سے بھری آواز عزیر کے کانوں میں پڑی تو عزیر کے چہرے پر بھی بے اختیار مسکراہٹ چھا گئی

۔

www.novelsclubb.com

یوں وہ ایک دوسرے کی زندگی بن گئے دو مہینوں بعد ان کی شادی ہو گئی۔ اللہ پاک نے انہیں ایک پیاری سی بیٹی عطا کی۔ "ماشاءاللہ بیٹی پیاری ہے تمہاری" ایک دن عزیر گہری نیند میں سویا ہوا تھا جب وہ خواب میں اسی ندی کے پاس پہنچ گیا اور خوبصورت آواز نے اسے پکارا تو اس نے مسکراتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا "نور تم، اور یہ تمہارے ساتھ "نورالہدیٰ پری عزیر کی بیٹی کو اٹھائے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی "کیا دوبارہ بچوں کے خوابوں میں آنے لگ گئی ہو" عزیر نے پوچھا تو نور پری نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "نہیں صرف اس گڑیا کے لئے آئی جب مجھے پتا چلا تو میں فوراً اس سے ملنے آگئی، ظاہر سی بات ہے اسپیشل لوگوں کی اسپیشل بچی ہے آنا تو بنتا تھا۔" نورالہدیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عزیر کے چہرے پر بھی مزید مسکراہٹ آگئی۔ "عزیر، عزیر اٹھو، کیا نیند میں ہنس رہے ہو" عزیر کو محسوس ہوا جیسے کوئی اسے زور زور سے ہلا رہا ہو، وہ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا "کک، کک، کیا ہوا" عزیر نے حیرانگی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "ہونا کیا ہے سوتے ہوئے مسکرا رہے تھے اس لئے پوچھ رہی ہوں، کس سے ملاقات کر لی خواب میں جو اتنا مسکرا رہے ہو" فرزانہ نے تنزیہ انداز میں پوچھا تو عزیر نے مسکرا کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا "تمہارے علاؤہ کون میرے خوابوں میں آسکتا ہے، بس تم میں اور ہماری پیاری سی

گڑیا حسین جگہ پر بیٹھے باتیں کر رہے ہیں تم نے بس کوئی ایسی بات کی جس سے میں مسکرا اٹھا، اور کیا بات ہو سکتی ہے بھلا میری جان" عزیز نے اسے سینے سے لگا لیا تو فرزانہ بھی مسکرانے لگی

---!

لیکن، لیکن، لیکن یہ کہانی یہیں ختم نہیں ہوتی، کچھ سوال ایسے ہیں جن کے جواب عزیر کو ابھی تک نہیں ملے اور ہو سکتا ہے کہ کہانی پڑھ کر آپ کے ذہن میں بھی وہ سوال آئے ہونگے جن کا جواب آنے والے وقتوں میں "خواب میں بسی حقیقت" کے دوسرے حصے میں ملے گا اس لئے انتظار کیجئے اور کہانی آپ کو کیسی لگی اپنی رائے کا اظہار ضرور کیجئے گا۔

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: